امامِ طحاویؒ

(۸)

از جناب مولوی سید قطب الدین صاحب حسینی سابری ایم اے

مگر سب کچھ کرنے دھرنے کے ساتھ ساتھ چونکہ انھوں نے علم کورٹا نہیں تھا بلکہ پڑھا تھا۔ اس لئے ان کی تقلید تحصیلی نہیں بلکہ تحقیقی تھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے لئے مشکل ہے کہ صدفی صد مسئلہ میں کسی ایسی ہستی کے اقوال یا نظریات پر آنکھ بند کرکے ایمان لے آئے جو نہ نبی ہو، نہ پیغمبر حتی کہ پیغمبر کے صحابیوں کا بھی درجہ نہ رکھتی ہو۔ امام طحاوی امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کا جتنا بھی احترام کرتے ہوں اور ان کے علم پر جس حد تک بھی وہ بھروسہ کرتے ہوں تاہم انھوں نے ان بزرگوں کو رسول و پیغمبر تو نہیں مانا تھا جس کی کسی بات سے اختلاف خدا کی مرضی سے اختلاف کے ہم معنی ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی طویل الذیل تصنیفات و تالیفات میں کہیں کہیں بعض خاص مسائل میں جیسا کہ انھوں نے قاضی حربویہ کی مجلس میں علانیہ اظہار کیا تھا۔ انھوں نے امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کے اختیارات اور فیصلوں سے اختلاف کیا ہے اور اختلافات بھی کسی اصولی مسئلہ میں نہیں بلکہ معمولی جزئیات میں مثلاً فقہ کی عام کتابوں میں لکھتے ہیں۔ کہ حنفیوں کا جو عام مسئلہ ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے اگر کوئی اسی دن کی عصر شروع کرے اور قبل اختتام نماز آفتاب ڈوب جائے تو نماز پوری کرے۔ عصر میں تو یہ کہتے ہیں لیکن بجنسہٖ یہی صورت فجر میں اگر پیش آئے یعنی شروع طلوع سے پہلے کرے اتنے میں آفتاب نکل آئے تو کہتے ہیں کہ نماز توڑدے پوری نہ کرے عصر اور فجر میں امام ابو حنیفہؒ نے فرق کیوں کیا ہے۔ فقہ کی کتابوں میں تفصیلات موجود ہیں لیکن

اسی کے ساتھ لوگ کہتے ہیں۔

وادعی الطحاوی ان العصر　　طحاوی کا خیال ہے کہ عصر کی نماز بھی فجر کی طرح

یبطل ایضا کالفجر [۱]　　باطل ہو جاتی ہے۔

اسی طرح الشیخ الفانی جو روزہ کی صلاحیت کھو چکا ہو چونکہ قضا کرنے کا امکان تو جاتا رہا اس لئے حنفیہ کا فتویٰ ہے کہ ہر روزہ کے معاوضہ میں فدیہ ادا کرے، کہتے ہیں کہ

قال مالک لا تجب علیہ الفدیہ　　امام مالکؒ کا مذہب ہے کہ شیخ فانی پر فدیہ واجب

وھو قول القدیم للشافعی　　نہیں ہے اور امام شافعیؒ کا قول قدیم بھی یہی ہے

واختارہ الطحاوی۔ [۲]　　اسی کو طحاویؒ نے بھی اختیار کیا۔

یہ مسئلہ کہ واقعی امام طحاویؒ نے ان مسائل میں اختلاف کیا ہے یا نہیں الگ بات ہے اور میرا ذاتی خیال ہے کہ لوگوں کو غلط فہمیاں ہوئی ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔ اس وقت تو مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ تحقیقی تقلید کا خمیازہ بیچارے امام طحاوی کو ان چشم بند گوش بند مقلدوں سے کیا کچھ نہ بھگتنا پڑا۔ افسوس کہ میرے پاس اس وقت فقہا کی بڑی کتابیں نہیں ہیں ورنہ میں ان کی بجنسہ عبارتوں کو پیش کرتا۔ تاہم دسویں صدی کے ایک بزرگ علامہ ابن کمال پاشا ترکی ہیں۔ سلطان سلیم کے زمانہ کے مفتیوں میں ہیں۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ۔

بضاعتہ فی الحدیث مزجاۃ کما لا یخفی　　علم حدیث میں ان کی پونجی گھٹیا درجہ کی ہے جیسا کہ اس شخص پر

علی من طالع تصانیفہ [۳]　　مخفی نہیں ہو سکتا جس نے ابن کمال پاشا کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔

لیکن باوجود اس "بضاعت مزجاۃ" کے علمائے سلف پر تیر اندازی کا آپ کو خاص شوق تھا۔ اسی سلسلہ میں علامہ طحاوی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ طحاوی کو زیادہ سے زیادہ اس کا اختیار دیا جا سکتا ہے کہ

---

[۱] شامی ص ۲۷۴۔ [۲] شامی وغیرہ۔ [۳] الفوائد ص ۱۴۔

یقدر علی الاجتہاد فی المسائل اللتی	اس کی مقدرت تو رکھتے ہیں کہ جن مسائل میں ائمہ سے
لا روایۃ فیہا و لا یقدر علی مخالفۃ	کوئی روایت نہیں ہے ان میں اپنے اجتہاد سے کام لیں
صاحب المذہب لا فی الفروع	لیکن صاحب مذہب (ابوحنیفہ وابویوسف وغیرہ) کی
ولا فی الاصول۔ (فوائد ص ۱۸۰)	مخالفت نہیں کرسکتے نہ اصول میں نہ فروع میں۔

اور یہ تو خیر ایک حد تک غنیمت ہے جس مسئلہ میں روایت نہیں ہے اس میں تو اجتہاد کا اختیار آپ امام طحاوی کو عطا فرماتے ہیں، لیکن آپ سے بھی بڑھا ہوا علماء حنفیہ میں ایک طبقہ ہے جن کے اقوال براہِ راست تو مجھے نہیں ملے۔ البتہ ہدایہ کے شارح علامہ اتقانی کے واسطے سے صاحب کشف الظنون نے جو عبارت نقل کی ہے اس سے ان حضرات کی کرم فرمائیوں کا کچھ اندازہ ہوتا ہے حاجی خلیفہ نے لکھا ہے۔

قال الاتقانی فی صوم الہدایۃ	الاتقانی نے ہدایہ کے باب صوم کی شرح میں اس مقام پر
عند مسئلۃ قضاء المریض حین	جہاں مریض کے روزے کی قضا کے مسئلہ کا ذکر کیا جاتا ہے
ساق بخلاف عن الطحاوی	لکھا ہے یعنی جب یہ بیان کرنے لگے کہ طحاوی نے اس میں
فیہا رادا علی المشائخ "لامعنی	اختلاف کیا ہے۔ اتقانی نے ان عام حنفی علماء پر رد کرتے
لانکارہم علی ابی جعفر	ہوئے اس پر تنبیہ کی ہے کہ ان مولویوں نے طحاوی کا
الطحاوی۔	جو انکار کیا ہے اور ان پر حملے کئے ہیں وہ بالکل بے معنی ہیں

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی علماء کا ایک طبقہ جسے اتقانی "المشائخ" سے موسوم کرتے ہیں وہ بیچارے ابوجعفر کو صرف اجتہاد ہی کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ سرے سے ان کا منکر ہی تھا۔ حنفی مذہب میں ان کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اتقانی نے اس کے بعد ان المشائخ کے فرد جرم کی معذرت کرتے ہوئے یہ اور اضافہ کیا ہے۔

فانکارہم علیہ بعد تاخر زمانہم بکثیر	یہ مشائخ جن کا زمانہ طحاوی کے بہت بعد کا ہے ان کا انکار کچھ

لا یجدی نفعاً فی ذالک لعدم بلوغہم ایاہ　مفید نہیں اس لئے کہ الطحاوی کے درجہ تک یہ نہیں پہنچے ہیں۔

کیا تماشا ہے جس امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کے لئے غریب ابوجعفرؒ نے ماموں کا گھر چھوڑا۔ اپنا در چھوڑا۔ مدتوں فسطاط اور دمشق کی گلیوں کی خاک چھانتے پھرے۔ غیروں سے کان صعلوکا کا طعنہ سنناپڑا صرف اس لئے کہ "کان یذہب مذہب ابی حنیفہ لایری حقانی خلافہ" کے جرم میں بدترین تہمتوں سے اپنے زمانہ میں بھی اور شافعی مورخین کے ذریعہ سے آج تک متہم کئے گئے محض اسی قصور میں کہ ابوحنیفہؒ کا مسلک کیوں اختیار کیا۔ برادران شوافع کا ایک طبقہ اب تک مصر ہے کہ المزنی کی پیش گوئی طحاوی کے حق میں کون کہتا ہے کہ غلط ہوئی وہ پوری ہوئی اور قطعاً پوری ہوئی اس لئے کہ

من ترک مذہب اصحاب الحدیث　جس نے اصحاب حدیث کی روش ترک کرکے اصحاب رائے کی راہ اختیار

واخذ بالرای لم یفلح (لسان)　کی ہو وہ کامیاب ہی نہیں ہوسکتا۔

مگر صرف اس جرم میں کہ چند جزئیات میں ابوجعفر نے ابوحنیفہ یا ان کے شاگردوں سے اختلاف کیوں کیا اس کی سزا میں حنفی علماء کے ایک گروہ نے طحاویؒ کو کوتاہ فہم بے سمجھ، حتیٰ کہ اتقانی کے بیان سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ احناف کے نقل مذاہب میں بھی بددیانت قرار دیا گیا۔ کیونکہ اتقانی کی معذرت میں ایک جزء یہ بھی ہے کہ

لانہ موتمن لائمتہم　کیونکہ طحاوی ان کے ائمہ کے مذاہب کے نقل کرنے میں امین ہیں۔

یہ جواب خود بتارہا ہے کہ حنفی فقہ کی جزئیات کے نقل میں بھی ان "المشائخ" کو طحاوی پر کچھ شک تھا یہ دوستوں کا حسنِ ظن ہے۔ حالانکہ گذر چکا کہ ایک مالکی محدث جلیل ثقہ وحجۃ ابوعمر بن عبدالبر کی طحاوی کے متعلق بصیرت کے ساتھ یہ شہادت ہے

کان الطحاوی اعلم الناس بسیر　کوفہ والوں کی سیرت تاریخ اور فقہ کے سب سے بڑے جاننے

الکوفیین واخبارہم وفقہہم　والے (اعلم الناس) طحاوی ہیں۔

اور اسی بنیاد پر میرا ذاتی عقیدہ یہ ہے کہ حنفی مکتب خیال کے مختلف ائمہ کے باہمی اختلافات میں سب سے زیادہ معتبر اور قابلِ اشاعت کتاب امام طحاوی کی کتاب "اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین" ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ المشائخ کی مہربانیوں نے اس کتاب کے نسخہ کو دنیا میں باقی بھی رکھا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ جس وقت سے اتقانی کی کتاب میں مجھے "المشائخ" کے اس حسنِ سلوک کی امام طحاوی کے ساتھ خبر ہوئی تو بے ساختہ زبان پر غالب مرحوم کا یہ شعر آیا۔

لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے یہ جانتا تو ان پہ لٹاتا نہ گھر کو میں

شافعیوں کے تنگ نظر جامد مقلدوں نے تو قیامت کے میدان میں امام شافعیؒ کو المزنی کے دامن میں لٹکا ہوا دیکھا تھا۔ خدا جانے احناف کے اس طبقہ نے امام ابو حنیفہؒ کو الطحاوی کا گریبان تھامے ہوئے دیکھا کہ نہیں۔

مگر الحمد للہ علماء میں جو طبقہ اولی الایدی والابصار کا ہے خواہ وہ کسی مسلک سے تعلق رکھتا ہو۔ اس نے امام طحاوی کو ہمیشہ سراہا جس کی تھوڑی بہت تفصیل ابن یونس حافظ ذہبی، السیوطی اور حافظ ابو عمرو بن عبد البر وغیرہ مختلف طریقہ کے علماء کے اقوال کے ذیل میں نقل کر چکا ہوں۔

اور حنفیوں میں بھی جو ارباب تحقیق و بصیرت ہیں انھوں نے بھی امام طحاویؒ کی ان جلیل خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا ہے جو حنفی مذہب کی نصرت و تائید کے سلسلہ میں ان کے دل و دماغ نے انجام دیئے ہیں۔ الاتقانی کا باوجودیکہ انتہائی خود پسند علماء میں شمار ہے۔ طاش کبری زادہ نے ان کے متعلق لکھا ہے

کان کثیر الاعجاب بنفسہ (ج۲ ص۱۹) ان میں خود پسندی کا شدید جذبہ تھا

خود ہدایہ کی جو شرح انھوں نے لکھی ہے اس کا لمبا چوڑا نام "غایۃ البیان ونادرۃ الاقران فی آخر الزمان" ان کی فطرت کی کافی غمازی کر رہا ہے۔ مگر بایں ہمہ ادعا چونکہ بہر حال صاحب بصیرت و تحقیق ہیں۔ اس معذرت میں جو طحاوی کی طرف سے انھوں نے پیش کی ہے لکھتے ہیں۔

فان شککت فی امر ابی جعفر فانظر — اگر تمہیں ابو جعفر طحاوی کے متعلق کچھ شک و شبہ ہو تو ان
فی کتاب شرح معانی الاثار هل — کی کتاب شرح معانی الاثار ہی کو اٹھا کر دیکھ لو، کیا اسکی
تری لہ نظیرا فی سائر المذاهب — نظیر سارے مذاہب میں مل سکتی ہے چہ جائیکہ ہمارے
فضلا عن مذهبنا۔ — مذہب حنفی (کی کتابوں میں)

ہو سکتا ہے کہ اتقانی کے اس بیان میں کچھ مبالغہ کا عنصر شریک ہو لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ "اسلامی تصنیفات" متعلقہ فقہ اور حدیث میں کل کتابیں نہیں اور کل کتابوں پر ہر حیثیت سے نہیں لیکن خاص کر "الاثار و الحدیث" کے معانی کی شرح و تنقیح کے اعتبار سے اگر اتقانی کے دعوی کو کوئی دھرائے تو کم از کم میرے خیال میں یہ مبالغہ نہیں بلکہ انشاء اللہ واقعہ کا اعتراف ہوگا۔

ممتاز اور سر برآوردہ ارباب تحقیق میں سے اگر کسی شخص پر مجھے تعجب ہے تو وہ صرف علامہ ابن تیمیہ حنبلی ہیں کہ اپنی مخصوص فکر و وسیع نظر مطالعہ کے باوجود خدا جانے ان پر کیا حال طاری تھا کہ اپنی معروف و مشہور کتاب "منہاج السنۃ" میں رد شمس والی حدیث پر کلام کرتے ہوئے محض اس قصور میں کہ اس حدیث کی تحسین کرنے والوں میں منجملہ دیگر اکابر محدثین کے ایک امام طحاوی بھی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً غصہ کی حالت میں ان کے قلم سے امام طحاوی کے متعلق یہ الفاظ نکل گئے ہیں۔

الطحاوی لیست عادتہ نقد الحدیث — الطحاوی کی عادت حدیثوں کی تنقید میں وہ نہیں ہے جو
کنقد اهل العلم ولهذا روی فی — اہل علم کا شیوہ ہے۔ اسی لئے شرح معانی الاثار میں وہ
شرح معانی الاثار الاحادیث المختلفة — ان حدیثوں کو نقل کرتے ہیں جو باہم مختلف ہیں پھر ان میں
وانما رجح ما یرجحہ منها فی الغالب — ترجیح جس حدیث کو دیتے ہیں تو زیادہ تر اسی قیاس سے کام
من جهة القیاس الذی راہ حجة و — لیتے ہیں جسے اپنے نزدیک وہ حجت و دلیل خیال کرتے ہیں
یکون اکثرہ مجروحا من جهة الاسناد — حالانکہ سند کے لحاظ سے وہ حدیث مجروح ہوتی ہے۔ اور

ولا یثبت فانہ لم یکن لہ معرفۃ بالاسناد ثابت نہیں ہوسکتی۔ وجہ اس کی وہی ہے کہ اس شخص کو الاسناد کا

• کمعرفۃ اھل العلم بہ وان کان علم ایسا نہیں تھا جیسا کہ اس علم کے جاننے والوں کا ہوتا ہے

کثیر الحدیث فقیھا عالما۔ اگرچہ حدیث کے بڑے ذخیرہ کے عالم ہیں اور فقیہ و عالم ہیں۔

اگرچہ حافظ ابن تیمیہؒ کی یہ عبارت ان احناف کے لئے موجب عبرت ہے جنھوں نے امام طحاویؒ کا انکار کیا ہے۔ قطع نظر حنبلی ہونے کے جن کی زد سے امام غزالیؒ اور شیخ ابن عربی جیسے جہابذہ کبار نہیں بچے ہوئے ہیں امام طحاوی کے متعلق ان کا اتنا اعتراف بھی بسا غنیمت ہے لیکن باوجود اس کے طحاوی جیسے جلیل القدر امام حدیث کے متعلق ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ

لم یکن لہ معرفۃ بالاسناد الاسناد کا علم ان کا ویسا نہیں تھا جیسا اس علم کے

کمعرفۃ اھل العلم بہ جاننے والوں کا ہوتا ہے۔

مجھے اس شک میں ڈال دیتا ہے کہ خود حافظ ابن تیمیہ کے متعلق پوچھوں کہ

ھل لہ معرفۃ بکتب الطحاوی کیا ابن تیمیہ کو بھی طحاوی کی کتابوں پر ایسا ہی عبور حاصل تھا جیسا کہ

کمعرفۃ المشتغلین بکتبہ ان لوگوں کو ہے جن کو طحاوی کی کتابوں سے اشتغال رہا ہے۔

اب اس کی توجیہ یا تو وہی کی جائے جو مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے ابن تیمیہ کی اس عبارت کو نقل فرمانے کے بعد کی ہے کہ

قلت فیہ بعض مبالغۃ کعادتہ (ص) ابن تیمیہ کی اس رائے میں یہ کہتا ہوں کہ مبالغہ کا کچھ حصہ شریک ہے جیسا کہ مبالغہ کرنا ان کی عادت ہے۔

یا جیسا کہ میرا خیال ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اپنی وسعت علم و نظر پر بھروسہ کرکے ابن تیمیہ نے طحاوی کی کتابوں کا صحیح طور پر جیسا کہ چاہئے مطالعہ نہیں کیا ہے ایک سرسری نظر شرح معانی الآثار پر ڈال لینے کے بعد حافظ بیہقی کی تقلید میں ان کے قلم سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں، کیونکہ اس عبارت کے علاوہ جو میں معرفۃ السنن والآثار سے حافظ بیہقی کی نقل کرچکا ہوں، بیچ بیچ میں بھی وہ طحاوی پر چوٹ کرتے چلے گئے ہیں مثلاً ایک مقام پر

فرماتے ہیں، جسے حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان میں نقل کیا ہے۔

ان علم الحدیث لم یکن من صناعتہ وانما اخذ الکلمۃ بعد الکلمۃ من اھلہ ثم لم یحکمھا (ص ۲۷۶)

علم حدیث (الطحاوی) کا فن نہیں ہے۔ ایک ایک بات انھوں نے اس فن کے علما سے اڑائی ہے۔ نیز اسے بھی مستحکم نہ کر سکے۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں، حافظ ابن تیمیہ نے بیہقی کی اسی عبارت کو لفظی ردوبدل کے ساتھ محض ان کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتاب میں نقل کر لیا ہے ورنہ بیہقی نے اگر طحاوی کی شان میں یہ الفاظ لکھے ہیں تو جن کو حضرت امام شافعیؒ کے مذہب کی نصرت میں تفرد حاصل کرنا تھا ان سے تو یہ بعید نہیں ہے اور قدرت نے ماردینی کی شکل میں ان کی کلوخ اندازی کا کافی جواب سنگ سے دلا بھی دیا۔

لیکن حافظ ابن تیمیہ تو ایک آزاد خیال عالم ہیں۔ اگر وہ خود کم از کم مشکل الآثار ہی کا براہِ راست مطالعہ فرما لیتے تو ان کو اندازہ ہو جاتا کہ اس شخص کو خدا نے اگر متون حدیث کی شرح وتطبیق، تاویل وتنقیح میں جو ید طولیٰ عطا فرمایا ہے جس کی نظیر واقعی محدثین میں مشکل سے مل سکتی ہے تو اسی کے ساتھ علم اسناد میں بھی ان کا پایہ کسی سے کم نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ امام طحاوی کے دوستوں اور ہم مذہبوں نے ان کی اس لئے قدر نہ کی کہ ان کی طرح وہ حدیث سے بیگانہ رہنا نہیں چاہتے تھے اور طبقہ محدثین میں وہ اس لئے بدنام ہوئے کہ ان کے اتباع میں فقہ سے کنارہ کشی نہیں اختیار کی۔ اس جامعیت نے ان کو اور ان کی کتابوں کو دونوں طبقوں میں اس منزلت ومقام سے محروم رکھا جس کی وہ واقعی مستحق تھیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اکثر وبیشتر کتابیں گوشۂ گمنامی میں پڑی ہوئی ہیں ورنہ ان کی تالیفات کی فہرست میں ایک کتاب "نقض کتاب المدلسین علی الکرابیسی" کا بھی نام لیا جاتا ہے "الکرابیسی" کا شمار امام شافعیؒ کے بغدادی شاگردوں میں ہے۔ امام ابو ثور اور کرابیسی دونوں ہم پلہ سمجھے جاتے تھے، اسی طرح ابو عبید جیسے حافظ آثار واحادیث کی کتاب [illegible] پر بھی انھوں نے ایک تنقیدی کتاب لکھی ہے جس کا ذکر پہلے بھی میں کر چکا ہوں، مولانا عبدالحی فرنگی محلی اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔

ولہ الرد علی ابی عبید فی ما اخطاء فی اختلاف النسب (ص ۱۸) — الطحاوی کی ایک کتاب ہے جس میں انھوں نے ابو عبید پر رد ان غلطیوں کے متعلق لکھا ہے جو نسب کے سلسلہ میں ان سے سرزد ہوئی ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جو شخص "المدلسین" کے متعلق اور "الانساب" پر تنقیدی کتاب لکھے، اس کے متعلق حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

لم یکن لہ معرفۃ الاسناد — الاسناد کا علم اس کے پاس نہ تھا۔

کاش! مقالہ کی طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کی صرف دو کتابوں شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار سے "علم الاسناد" کے متعلق ان نکات اور حقائق کو جمع کرتا اور حافظ ابن تیمیہ کا اس علم میں جو مبلغ ہے دونوں کا مقابلہ کرکے بتاتا۔ لیکن میرے مقالہ کا پہلا باب ہی اتنا طویل ہو چکا ہے کہ اس سلسلہ میں اب اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں پاتا۔ خیال تھا کہ دوسرے باب میں امام طحاوی کے خصوصی نظریات اور حدیثوں کے متعلق جو ان کے اختصاصی اجتہادات ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کرکے اس مقالہ کا اسے دوسرا باب قرار دوں کیونکہ باب اول کے متعلق شروع میں مجھے صرف اس کی توقع تھی کہ بیس پچیس ورق میں اس کے مباحث ختم ہو جائیں گے، عام کتابوں میں جو مواد امام طحاوی کے متعلق پایا جاتا تھا ان کو دیکھ کر ابتدا میں یہی رائے قائم ہو سکتی تھی، لیکن جب تلاش و جستجو کا سلسلہ جاری ہوا تو چیز کے بعد چیز ملتی گئی، دلچسپ چیزیں تھیں کسی چیز کے چھوڑنے پر دل آمادہ نہ ہوا۔ تا اینکہ امام طحاوی کی سیرت پر یہ چھوٹا سا ایک رسالہ ہی تیار ہو گیا اسی لئے اب یہ قصد ہے کہ دوسرے باب کا خیال ہی ترک کر دوں۔